رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ

Digtized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۱۵ اپریل ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | ۱۳ رجب ۱۳۳۷ ہجری | نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

ناظر امور عامہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ آجکل لاہور امرتسر وغیرہ مقامات کے فسادات وغیرہ کی جو افواہیں اڑتی ہیں انکو نہ سنا جائے۔ اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیجائیں کیونکہ اس قسم کی اکثر باتیں غلط اور نادرست ہوتی ہیں۔ اور عوام کیلئے تشویش کا موجب بنتی ہیں۔ دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کیجائے۔

امسال مدرسہ احمدیہ کی دوسری پانچویں اور آخری جماعت کا امتحان صدر انجمن احمدیہ نے اپنے انتظام کے ماتحت لیا ہے۔

الموعظۃ الحسنہ

۲ ستمبر ۱۹۰۴ء — البدر نمبر ۳۱ جلد ۳ صہ ۶

تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمھیں بار بار ہدایت کروں۔ کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سنکر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو۔ اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے۔ کہ تم اپنی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اور مخالف وہ طریق اختیار کرتا ہے۔ جو مفسدانہ طریق ہو۔ جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے۔ اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آجاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو صبر کا ہتھیار ایسا ہے۔ کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا۔ جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے۔ جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ میں اس طریق کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا۔ کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہریگی وہ ایسی راہ اختیار کرے۔ جو تقوے کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمھیں یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہانتک

اس امر کی تائید کرتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا۔ تو وہ یاد رکھے وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں۔ اور کھلے کارڈوں میں گالیاں بھیجاتی ہیں۔ بیرنگ خطوط آتے ہیں۔ جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے۔ اور پھر جب پڑھتے ہیں۔ تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں۔ اور میں اعتبار نہیں کرتا۔ کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے۔ کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی تم دیکھو کہ کب تک یہ گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان کو یا مجھے۔ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں۔ تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں۔ یا کہیں اور سے۔ انھوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ اس فتوے کا اثر ہوتا۔ اور میری راہ میں وہ فتوی کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے۔ کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پچھان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔

میں کھول کر کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں۔ ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو ابکر پورے زور سے آ رہا ہے اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس سے رک جاوے مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ وہ رک نہیں سکتا۔

یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ کبھی نہیں رکیگا۔ کیا شریف آدمیوں کا کام ہے۔ کہ گالیاں دیں۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ اس قسم کے مسلمان ہیں۔ جو ایسی بیباکی سے زبان کھولتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوہڑے یا چمار سے بھی نہیں سنی ہیں جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔ ولنعم ما قیل ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔ (آمین)

(حضرت مسیح موعود)

اعلان ضروری

بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ایام تعطیلات ایسٹر میں کوئی کانفرنس قادیان میں ہونے والی ہے۔ اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے لیے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایام تعطیلات ایسٹر میں **کوئی احمدیہ کانفرنس قادیان میں ہونے والی نہیں ہے۔** ایسٹر کی تعطیلات میں تو جلسہ کا انعقاد بھی جماعت کے عام مفاد کو مدنظر رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے بدل کر مارچ میں کر دیا تھا۔ پھر اب کوئی کانفرنس ایسٹر میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام احباب مطلع رہیں۔ کہ ایام ایسٹر میں کوئی کانفرنس یا جلسہ قادیان میں نہیں ہوگا۔ (ناظر امور عامہ)

دو طالبان حق کو الفضل مفت

ایک صاحب سراج الحق صاحب چھ چھ ماہ کیلئے دو طالبان حق کے نام الفضل جاری کرنا چاہتے ہیں بشرطیکہ وہ ۸ ر + ۸ ر اعانت کا تمغہ کے دفتر الفضل میں بھجوا دیں۔ پس حاجتمند اس کی تعمیل کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ تا اخبار جاری ہو سکے۔ (منیجر الفضل)

ایک کاتب کی ضرورت

ہمیں ایک کاتب کاپی نویس کی فوری ضرورت ہے۔ جس کا اردو اور عربی خط نہایت شستہ ہو۔ اور وہ نقد نویس محنتی بھی ہو۔ احمدی مذہب کا مسلمان یا سلسلہ احمدیہ سے نہایت درجہ حسن ظنی رکھنے والا خط و کتابت مع نمونہ خط و حساب اجرت یا تنخواہ ماہوار کے بنام منیجر الفضل ہو۔

اسکندریہ میں تبلیغ

حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب میں سے صرف ایک کتاب خطبہ الہامیہ عربی عاجز کے پاس ہے۔ اسی کو طالبان حق کو پڑھنے کے لیے دیا جاتا ہے بہت عمدہ اثر ظاہر ہو رہا ہے شہر میں گویا ایک شور برپا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک نتیجہ مرتب کرے آمین ثم آمین ایک دوست شیخ عبد اللہ صاحب جاننر کے تعلیمیافتہ ہیں بوجہ کمزوری نظر زیادہ پڑھ نہیں سکتے۔ مگر کل کہنے لگے کہ میں ۱۱ بجے رات تک خطبہ الہامیہ پڑھتا رہا اور بہت لطف اٹھاتا رہا۔ ختم نبوت حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کے بابت ذکر ہوتا رہا۔ بہت دلچسپی سے سنتے رہے اور قادیان کی زیارت کرنیکا شوق ظاہر کیا اور کہا کہ میرے ساتھ آپ خط و کتابت ضرور رکھیں۔ قادیان دار الامان و حضور کے متعلق و اصحاب حضرت مسیح موعود کے متعلق انکو میں بتاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے سلسلہ کی باتوں کو بہت دلچسپی سے سنا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ برادرم حسین بخش کے رشتہ داروں نے دو کتابیں ہمارے خلاف بھیجی ہیں، معہ خط بھیجی ہیں۔ اور ان کو لکھا ہے کہ اگر تم توبہ نہیں کرو گے تو ہم تمہارے ساتھ کوئی راہ و رسم نہیں رکھیں گے۔ تم کو کافر ملعون خیال کریں گے۔ خدا کے فضل سے برادرم موصوف استقلال دکھلا رہے ہیں۔ اسکا جواب میں نے تحفہ کتاب تصدیق المسیح والمہدی دیا ہے۔

الفقیر عبد الکریم (احمدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۵- اپریل ۱۹۱۹ء

رسول کریم صلعم کے بعد نبی

قرآن کریم سے یہ بات نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ ثابت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے آتے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہوئے ہیں۔ جو نئے سرے سے شریعت کو قائم کرتے رہے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوئے ہیں جو پہلی شریعت پر ہی لوگوں کو قائم کرنے۔ اور اسی پر عمل کرانے کے لئے آتے رہے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتب اللہ وکانوا علیہ شہداء کہ ہم نے توریت اتاری جس میں ہدایت اور نور کی باتیں تھیں۔ اس کے ذریعہ کئی نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور ربانی بھی بوجہ اس کے کہ انہیں کتاب اللہ یاد کرائی گئی تھی۔ اور وہ اس پر نگران تھے۔ اسی سے فیصلہ کرتے تھے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی اسی کے مطابق وہ انبیاء جو ان کے بعد بنی اسرائیل میں آئے فیصلہ کیا کرتے تھے۔ نہ کہ انہیں کوئی نئی کتاب دی گئی تھی۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی آئے جنہیں کوئی نئی کتاب یعنی نئی شریعت نہ دی گئی تھی۔ تو معلوم ہو گیا کہ ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جو بغیر شریعت کے آتے رہے ہیں۔ اور جن کا کام پہلی شریعت پر ہی لوگوں کو عمل کرانا ہوتا تھا مگر باوجود اس کے کہ یہ بات قرآن کریم سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی نہ ہونے کے متعلق گویا بڑی سے بڑی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ تو وہ یہی ہے کہ چونکہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تبع ہیں۔ اس لئے نبی نہیں ہو سکتے۔

تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ کیونکر حضرت مسیح موعود کے کوئی نئی شریعت نہ لانے کو آپ کے نبی نہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور کیوں اتنا نہیں سوچتے۔ کہ نئی شریعت خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت بھیجی جاتی ہے۔ جبکہ پہلی شریعت خراب ہو جائے۔ اور لوگوں کی ہدایت کے لئے کافی نہ رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ کہ

”خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہوں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے۔ بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے۔ جبکہ نوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں بہت ترقی کر جائے۔ اور پہلی کتاب میں ان کے لئے کافی ہدایتیں نہ ہوں“ (چشمہ معرفت صفحہ ۲۲)

پس نئی شریعت اسی وقت آتی ہے۔ جبکہ پہلی کافی نہ ہو۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لائے ہیں۔ چونکہ کامل شریعت ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے کافی ہے۔ اس لئے اب اس کے بعد کسی نئی شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں۔ اور جب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ تو پھر کسی ایسے نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جو صاحب شریعت ہو۔ ہاں ایسے نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا پورا پورا عملی نمونہ بنکر لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہو۔ اپنے روحانی فیوض سے انکو تعلق باللہ کا مرتبہ بخشے۔ شریعت کے رموز اور اسرار سے ان کو آگاہ کرے۔ اور جس رنگ میں دشمن حملہ کرے۔ اسی رنگ میں اس پر غلبہ پاکر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مظہر بنے۔ اور کمزور ایمان والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث اور منکرین ذات باری کے لئے ایک زندہ دلیل ہو۔ چنانچہ ایسے ہی نبی کے متعلق آیت من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیہ میں اشارہ ہے کہ آنحضرت کی اطاعت کرنے والوں میں سے جب اطاعت کرکے نبی ہوگا۔ کوئی صدیق۔ الخ پس چونکہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم بتا رہی ہے۔ کہ شریعت کی تکمیل ہو چکی۔ اس لئے اب شرعی نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ ہاں من یطع اللہ والرسول کے ماتحت آنحضرت کے کامل مطیع وغیر شرعی نبی ہوتے رہیں گے۔ اور اس کامل اتباع کو بطور اختصار حضرت مسیح موعود نے ظل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور پھر اس مناسبت سے آپ نے یہ اصطلاح اختیار کی کہ اس سے کامل اتباع کا مفہوم پورا پورا ادا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ظل کی تمام حرکات اصل کے ساتھ ایسی مطابقت رکھتی ہیں۔ کہ دونوں کی حرکت میں بال بھر بھی فرق نہیں ہوتا۔ گو وجود کے لحاظ سے دونوں الگ الگ نظر آتے ہیں۔ لیکن افعال کے لحاظ سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ دو ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود نے ظل کے لفظ سے یہ بتایا۔ کہ میں آنحضرت کا کامل متبع ہوں۔ اور میری کوئی حرکت آپ کے خلاف نہیں۔ اسی لحاظ سے آپ نے فرمایا ہے من فرق بینی وبین المصطفیٰ

فما عرفنی و ما رأنی (کہ جس نے مجھ میں اور آنحضرت میں فرق کیا۔ اس نے مجھے نہیں پہچانا۔) کیونکہ تفریق فرمان سے کامل اطاعت میں فرق آجاتا ہے۔ اور آیت مندرجہ بالا نبوت کا مستحق اس شخص کو قرار دیتی ہے جو آنحضرت کا کامل متبع ہو اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ میں تو آپ کا ایسا متبع ہوں۔ کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ اور ہیں اور میں اور ہوں۔ اور جو مجھ کو ایسا نہیں سمجھتا اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں۔ غرض آپ نے ظل کی اصطلاح اس لئے مقرر فرمائی تا یہ ثابت ہو کہ آپ آنحضرت کے کامل متبع تھے اور آنحضرت کی کامل اتباع کرنے والے کو خدا تعالیٰ نبوت کا درجہ عطا کرتا ہے۔

بعض لوگ مغالطہ دینے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ اگر آیت مع النبیین کے معنی نبی بننے کے ہیں اور جب انہیں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پھر تو صدیق شہید اور صالح بھی کوئی نہیں بن سکتا تو کہتے ہیں نہیں۔ یہ مدارج تو حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن نبوت کوئی نہیں حاصل کر سکتا۔ اور ثبوت میں ۲۷ پارہ کی آیت والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء پیش کرتے ہیں۔ کہ دیکھو یہاں پر نبیوں کا ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت میں نبیین سے مراد نبی بننا نہیں۔ کیونکہ دوسری آیت میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن یہ عدم تدبر یا محض ضد کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں آیتوں میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت و دیگر انبیاء میں یہ مابہ الامتیاز بنایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی کامل اتباع کرنے والے تو نبی بھی بن سکتے ہیں۔ لیکن دوسرے انبیاء کی یہ شان نہیں۔ ہاں ان پر ایمان لانے سے لوگ صدیق شہید بن سکتے تھے۔ پس جب من یطع اللہ والرسول میں خصوصیت کے ساتھ آپ کا علیحدہ ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور الرسول کہکر آپ کو ہی یہ نشان عطا فرمایا ہو تو باوجود اس استثنیٰ کے دوسری آیت میں آپ کو مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل کرنا آپ کے امتیازی نشان کو مٹانا۔ اور یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ آپ کا مرتبہ دوسرے انبیاء سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ جو مرتبہ ان کے اتباع سے ملتا ہے۔ وہی آنحضرت کی اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ دراصل خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو تمام انبیاء سے مستثنیٰ کر کے آپ کو ہی یہ شان بخشی ہے۔ کہ آپکی اتباع سے نبوت کا درجہ انسان حاصل کر سکتا ہے۔ ہاں دوسرے انبیاء کی اتباع سے لوگ صدیق شہید بنتے تھے لیکن نبوت نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ بلکہ اسی افاضہ الٰہیہ سے براہ راست مستفیض ہوا کرتے تھے۔ غرض آیت من یطع اللہ والرسول سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر تشریعی نبی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر پورے طور پر چلنے اور چلانے والے انبیاء کی بعثت بعد آنحضرت صلعم ممنوع نہیں۔ کیونکہ اس میں آپکی عزت ہے۔ اور آپکی شان بڑھتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت نے آنے والے مسیح کو امتی نبی کہا ہے۔ ورنہ مسیح ناصری تو آنحضرت کا امتی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ موسوی شریعت کا پیرو تھا اور اسکو براہ راست نبوت کا انعام ملا تھا۔ نہ کہ آنحضرت صلعم کی شریعت پر چل کر۔

پس اس موعود سے وہ مسیح مراد ہے جو آیت من یطع اللہ والرسول کے مطابق آپ کی شریعت کی کامل پیروی کر کے نبوت کا انعام پائیگا۔ پس آیت محولہ میں لفظ نبیین بتاتا ہے۔ کہ ایک نہیں۔ دو نہیں کئی نبی اس امت میں بھی مبعوث ہونگے۔ چنانچہ ایک دوسری آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے جو یہ ہے۔ یبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم۔ اے بنی آدم جب کبھی تمہاری طرف رسول آدیں۔ پس جو ان کے معاملہ میں تقویٰ سے کام لیگا۔ اور مخالفت اور مناظرے کے طریق سے اجتناب کر کے صلح اور سلامت روی اختیار کرے گا۔ اسکو کوئی غم اور فکر نہیں ہوگا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آئیں گے جن پر ایمان لانے کی تاکید کیگئی ہے۔ اور صیغہ استقبال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسل سے مراد گذشتہ انبیاء نہیں۔ بلکہ وہ ہیں جو آئندہ آنے والے ہیں۔

پس جب قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مبعوث ہو سکتے ہیں۔ تو پھر کیسا افسوس ہے۔ ان لوگوں پر جو حضرت مرزا صاحب کو راستباز اور خدا تعالیٰ کا پیارا تو مانتے ہیں۔ لیکن آپ کے اس دعوے کو قبول نہیں کرتے۔ کہ

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال۔ اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

بلکہ اس کے بالکل خلاف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جیسے امت محمدیہ میں اور مجدد اور محدث گذرے ہیں۔ ویسے ہی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور آپکو درجہ نبوت اور رسالت حاصل نہ تھا۔ اور نہ اب کسی کو ہو سکتا ہے۔ افسوس ان لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو مان کر بھی آپکی حقیقت کے سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ اسی طرح وہ لوگ بھی سخت افسوس کے قابل ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو اس لئے تسلیم نہیں کرتے۔ کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو قرآن کریم پر رکھ کر پرکھیں۔ اور ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ جس نبوت اور رسالت کا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کا حاصل ہونا اسلام کے زندہ ہونیکا زبردست ثبوت ہے۔

غیر مبایعین کی تجویز مصالحت

پیام صلح نے اپنے تازہ پرچہ میں "تجویز مصالحت کا جواب میاں صاحب کی طرف سے" کے عنوان سے ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ جس کی بنیاد اس نہایت مختصر خلاصہ پر رکھی ہے۔ جو ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سالانہ جلسہ کی تقریر کے اس حصہ کا اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے۔ جو غیر مبایعین کی شرائط صلح کے متعلق ہے اور گو ہم نے اس کے ساتھ یہ لکھ دیا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر کا وہ حصہ جس میں غیر مبایعین کی دعوت صلح کا حضور نے جواب دیا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی شائع کیا جائیگا۔ تاہم پیغام صلح نے اصل تقریر کے شائع ہونے کا انتظار کئے بغیر ہمارے الفاظ پر جرح قدح شروع کر دی ہے۔ چونکہ ہم عنقریب انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اصل تقریر کا وہ حصہ جس میں غیر مبایعین کی شرائط کا جواب دیا گیا ہے شائع کرنے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال پیغام صلح کے ان اعتراضات کا کوئی جواب نہیں دینا چاہتے حضور کی مفصل تقریر شائع ہونے کے بعد اس کا حق ہوگا کہ "تجویز مصالحت کا جواب میاں صاحب کی طرف سے" کا عنوان رکھ کر جو چاہے لکھے۔ اس وقت ہم انشاء اللہ جواب دیں گے۔

تعجب ہے۔ کہ پیام صلح نے یہ مضمون لکھتے ہوئے بار بار اس بات کو دہرایا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ تقریر ان لوگوں کے واپس چلے آنے کے بعد کی۔ گویا ان کو حضور کی یہ تقریر سننے کا ہماری طرف سے موقعہ نہیں دیا گیا۔ ورنہ وہ ضرور سنتے حالانکہ ہماری طرف سے خاص طور پر انہیں ٹھہرنے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ تقریر سننے کے لئے کہا گیا۔ اور بار بار کہا گیا۔ لیکن انھوں نے باوجود اس کے کہ شام کی گاڑی پر نہیں پہنچ سکتے تھے اس شرط پر بھی ٹھہرنا منظور نہ کیا۔ کہ ہم انہیں صبح کی گاڑی پر پہنچا دیں گے۔ اور روانہ ہو کر رات بٹالہ جا رہے۔ اس میں قصور کس کا ہے۔ جبکہ یہ لوگ بقول پیام صلح جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ تو ان کو چاہئے تھا۔ کہ جب تک جلسہ ختم نہ ہوتا یہاں سے نہ جاتے۔ اور جلسہ کی ساری کارروائی کو دیکھتے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ اور باوجود اس بات کا علم ہونے کے کہ اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر ہے۔ اور باوجود اس کے کہ گاڑی پر نہ پہنچ سکتے تھے۔ ہمارے زور دینے پر بھی نہ ٹھہرے۔ اور اپنے منتخب کردہ مناظر میر مدثر شاہ صاحب کی ناکامی سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ یہاں سے جلد سے جلد چلے جانا ضروری سمجھا۔ یہ ان کی اپنی غلطی یا کمزوری تھی۔ اس میں ہمارا کیا قصور تھا۔

سخت کلامی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے ۲۸۔ مارچ کے اخبار میں بعنوان "قادیانی مشن" لکھا ہے۔ کہ ۱۹ مارچ کو دو احمدی ان سے ملنے کے لئے گئے۔ جن میں سے ایک صاحب نے جن کا نام عبد الخالق ہے۔ انھیں سخت کلامی اور درشت نویسی سے احتراز کرنے کی طرف توجہ دلائی جس پر انھوں نے کہا۔ کہ مرزا صاحب نے سخت کلامی کی ہے۔ انہیں کہا گیا۔ کہ جیسی سخت کلامی آپ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں ویسی تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ آیت ولا تطع کل حلاف مھین ھماز الخ پیش کی اس پر ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ

"ہر آدمی کا حق ہے۔ کہ اپنے بیٹے کو یوں نصیحت کرے۔ کہ تو کسی بدمعاش آوارہ گرد دروغگو کی صحبت میں نہ بیٹھا کر۔ اس فقرہ کو سنکر اس کے ساتھی کہیں۔ کہ ہمکو بدمعاش کہا ہے۔

"تو یہ اس کا اپنا فہم ہے۔ اس کے مقابلہ پر مرزا صاحب کہتے ہیں "اے بد ذات فرقہ مولویان" (رسالہ انجام آتھم) آپ بلحاظ زبان ان دونوں مضمونوں کو ملحوظ رکھ کر بتادیں۔ کہ فرق ہے۔ یا نہیں۔ قرآنی مضمون نہایت مہذبانہ ہے۔ اور مرزا کی الفاظ غیر شریفانہ"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مذکورہ بالا الفاظ لکھنے کے بعد یہ نہیں بتایا۔ کہ انھیں ان کا کوئی جواب دیا گیا یا نہیں۔ اور اگر دیا گیا تو وہ کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے صرف ایک پہلو پیش کر کے ایسے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ جو خود ان کے جواب کی کمزوری اور نامعقولیت کو نہیں سمجھ سکتے۔

ان کے سامنے قرآن کریم کی جو آیت پیش کی گئی۔ وہ اگرچہ عمومیت کا رنگ رکھتی ہے۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ جن برائیوں کا اس میں ذکر ہے۔ وہ جس کسی میں بھی پائی جائیں اسی سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس بات پر مفسرین کا اتفاق ہے۔ کہ اس میں ولید بن مغیرہ مدنظر ہے۔ جو پورا پورا ان الفاظ کا مستحق تھا۔ وہ واقعی حرامزادہ تھا اور حرامزدگی کے کام کرتا تھا کیونکہ وہ واقعی اکڑباز تھا۔ وہ واقعی ذلیل اور بیہودہ قسمیں کھانے والا تھا۔ وہ واقعی دوسروں میں عیب نکالنے والا۔ چغل خور اور نیکی سے منع کرنے والا تھا۔ پس اگر مفسرین کے اس آیت سے ولید بن مغیرہ مراد لینے سے قرآن کریم پر سخت کلامی کا الزام نہیں آتا۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کے یہ کہہ دینے سے۔ کہ "اے بد ذات فرقہ مولویان" آپ پر کیونکر سخت کلامی کا الزام آسکتا ہے۔ (آپ کے یہ الفاظ اول تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کے منشاء کے عین مطابق اور گویا انھیں کا ترجمہ ہیں۔ کہ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء"۔ آخر زمانہ میں مسلمانوں کے علماء اس تمام مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔ جو آسمان کی چھت کے نیچے ہوگی۔

دوسرے ہم کہتے ہیں جس طرح قرآن کریم کی آیت کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ کہ

"سوال کا حق ہے۔ کہ اپنے بیٹے کو یوں نصیحت کرے۔ کہ تو کسی بدمعاش آوارہ گرد ولنگو کی صحبت میں نہ بیٹھا کر اس فقرہ کو سنکر اس کے ساتھی کہیں۔ کہ ہمیں بدمعاش کہا ہے تو یہ اس کا اپنا فہم ہے۔"

اگرچہ یہ مثال درست نہیں کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو اس کے ساتھیوں کی موجودگی میں ایسی نصیحت کرتا ہے۔ تو اس کے صاف معنی یہی ہیں۔ کہ وہ شخص اپنے بیٹے کے ان ساتھیوں کو ہی بدمعاش قرار دیتا ہے۔ جو اس کے پاس بیٹھے ہیں۔ اس لئے وہ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ انہیں کو ہی بدمعاش کہا گیا ہے۔ لیکن ہم اس نتیجہ کو درست مان کر جو مولوی صاحب نے اس سے نکالا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت مسیح موعود نے یہ فقرہ استعمال فرمایا ہے۔ کہ "اے بدذات فرقہ مولویان" مگر اس میں کسی مولوی کا نام نہیں لیا۔ اس کے مصداق وہی لوگ ہیں۔ جن میں بدذاتی پائی جاتی ہے۔ اور جن کا کام بدذاتی کرنا ہے۔ اب اگر کوئی مولوی اسے سن کر کہتا ہے کہ یہ مجھے کہا ہے۔ تو بقول آپ کے "یہ اس کا اپنا فہم ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو خود اس کا مصداق ثابت کرتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے شریف لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہوں کہیں ایسے الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے مولویوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ دفاعی رنگ میں حقیقت کا اظہار ہے۔ اور ابتداء آپ لوگوں نے کی ہے۔ چنانچہ جب مولویوں نے حد درجہ کی بدزبانی اور بے ایمانی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر کے مخلوق خدا کے دل میں خدا کے مامور کی نسبت نفرت و عناد پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کی اور آپ پر گندے سے گندے۔ اور جھوٹے الزام لگانے سے دریغ نہ کیا۔ تو آپ کو ضرورت پڑی کہ ایسے بدذات مولویوں سے وہی سلوک کیا جائے۔ جس کے وہ مستحق ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں ایسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جو ظاہر نظر میں سخت نظر آتے ہیں۔ تو وہ جاہل اور بدظن مخالفوں کے ان حملوں کے جواب میں ہیں۔ جو انہوں نے ظلم کی راہ سے آپ پر کئے اور پھر بھی دشمنوں نے جو کچھ آپ کے حق میں کہا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کے سخت الفاظ کو کچھ نسبت ہی نہیں ہے

قانون رولیٹ پر سرکاری اعلان

گورنمنٹ آف انڈیا کی یہ تازہ کمیونیک قانون رولیٹ کے متعلق شملہ سے حسب ذیل شائع ہوئی ہے:-

"یہ یقین کرنیکے وجوہ موجود ہیں۔ کہ پنجاب میں رولیٹ بلوں کے متعلق بہت سے غلط واقعات پھیلائے جا رہے ہیں۔ دہلی کے متعلق یہ رپورٹ کی گئی ہے۔ کہ آبادی کے ایک بڑے حصہ کو یہ یقین ہے۔ کہ اس قانون پر ہر پولیس افسر کو اس کا مجاز کر دیا ہے۔ کہ وہ اگر چاہے تو بلا کسی وارنٹ کے تین ہندوستانیوں کو جو آپس میں بات چیت کر رہے ہوں گرفتار کرے۔ اور جس مکان کی چاہے بلا کسی وارنٹ کے تلاشی لے لے۔

بعض بدنیت اشخاص نے ان خیالات کی اشاعت کی ہے۔ اور دیگر لوگوں نے بھی بلا کسی تردید کے ان خیالات کو پھیلنے دیا ہے۔ انہی خیالات کی بنا پر عوام میں اس قدر جوش وخروش پھیلا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ۳۰۔ مارچ کو دہلی میں عوام کا مجمع پولیس اور فوج سے بھڑ پڑا۔

یہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کہ اس قانون میں ایسی کوئی بات درج نہیں ہے۔ پولیس کو کسی شخص کے گرفتار کرنے یا مکانات کی تلاشی لینے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ گرفتاری یا تلاشی کے متعلق جو کچھ ذکر ہے وہ دفعہ ۳۴ (۱) میں ہے۔ جس میں لوکل گورنمنٹ کے تحریری حکم پر کسی ایسے شخص کو گرفتار کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جس کے متعلق یہ یقین کرنے کے کافی وجوہ ہوں کہ کسی رقبہ میں اس نے کوئی سنگین جرائم کئے ہیں۔ یا اب کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا ذکر صراحت کے ساتھ قانون کے تیسرے حصہ میں کیا گیا ہے۔ اسی دفعہ نے اس کا بھی مجاز کیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے حکم پر کسی ایسے مقام کی تلاشی لی جا سکتی ہے۔ جس کے متعلق یہ خیال ہو کہ یہ مقام کسی انارکسٹانہ سازش کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس قانون کا کوئی حصہ اس وقت تک نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ نہ اس کا کوئی حصہ کسی صوبہ یا رقبہ میں اس وقت تک نافذ کیا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ صاحب گورنر جنرل با جلاس کونسل کو اس امر کا یقین نہ ہو جائے۔ کہ کسی صوبہ یا رقبہ میں انارکسٹانہ یا باغیانہ خیالات پھیلائے جا رہے ہیں۔

خاموش مقابلہ اور مسلمان

گذشتہ پرچہ میں ہم خاموش مقابلہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یہ دیکھ کر ہمیں خوشی ہوئی کہ کئی اور مسلمان اخبار بھی خاموش مقابلہ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے اور مسلمانوں کا اس پر عمل پیرا ہونا سخت ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ مدراس کا روزانہ مسلمان اخبار قومی رپورٹ اپنے طویل لیڈر میں لکھتا ہے

"مصیبت کے وقت اور ماتم کے موقع پر خدا نے ہمیں مقاومت مجہول کا حکم نہیں دیا۔ رسول نے خاموش مقابلہ کی تحریک نہیں فرمائی۔ ہمارے بزرگوں نے قانون شکنی کو جائز نہیں رکھا۔ ایسے روزہ سے کیا فائدہ جو خدا کے لئے نہیں رکھا گیا۔ ایسی عبادت سے کیا حصول جو توحید کے لئے نہیں کی گئی۔ وہ مسلمان جو رمضان مبارک میں روزہ کا لحاظ نہیں رکھتے اور روزانہ نمازوں کی پابندی نہیں کرتے وہ اگر ستیاگرہ کا روزہ رکھیں۔ اور رولیٹ قانون کے
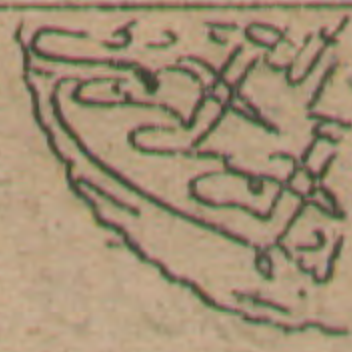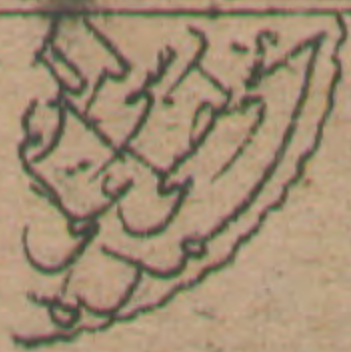
درس قرآن کریم کے نوٹ

ازافاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ رعد

رکوع چہارم

(۱۳۔ مارچ ۱۹۱۶ء)

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اس میں جو اطمینان قلب کا ذکر ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے اور اس کے یہ معنی کر دیئے کہ اطمینان قلب سے سکون مراد ہے۔ اور بعض لوگ ذکراللہ کا لازمہ اچھلنے اور ناچنے کو بھی سمجھتے ہیں۔ اصل میں یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اچھل کود شریعت اور وقار کے خلاف ہے۔ اور سکون یعنی بے حسی بھی درست نہیں۔ ہم نظارہ کو دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی کو اپنا عزیز ملجاتا ہے۔ تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ دل میں شوق اٹھنے لگتا ہے۔ اور ایک حرکت پیدا ہوتی ہے مگر حرکت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرکت اضطرابی (۲) حرکت فاعلی۔ چنانچہ لوہار جب ہتھوڑا چلاتا ہے۔ تو اس کا ہاتھ حرکت کرتا ہے۔ مگر اس میں اضطراب نہیں ہوتا۔ لیکن ایک ناواقف انسان جب ہتھوڑا چلاتا ہے۔ تو اس کی دو حرکتیں ہوتی ہیں۔ ایک حرکت فاعلی۔ دوسری حرکت اضطرابی کہ ہتھوڑا مارتا کہیں ہے۔ اور پڑتا کہیں ہے۔ پس اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ان کے دل سے اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی محبت اور وصل اور رضا کے حصول کا شوق بڑھجاتا ہے۔ وھم یکفرون بالرحمٰن۔ یہ غلط ہے۔ کہ عرب میں رحمٰن کا لفظ نہ تھا۔ کیونکہ عرب جاہلیت کے کلام سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان میں رحمٰن کا لفظ تھا یہاں مراد ہے۔ کہ وہ خدا کی صفت رحمانیت کا انکار کرتے ہیں۔ جس کے ماتحت قرآن کا نزول ہوا۔ اور یہ انہوں نے ضد سے کیا ہے۔ جیسا کہ مخالفین حق کا قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ضد سے اپنے مسلمات کا بھی انکار کر دیا کرتے ہیں مثلاً حضرت مسیح موعود کی ضد میں بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ اگر خدا بھی کہدے تو ہم مرزا صاحب کو نہیں مانیں گے۔ **توکل** کے یہ معنی جو بعض لوگ کرتے ہیں۔ کہ نکمے ہو جانا یہ درست نہیں۔ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوکل تھے۔ مگر آپ جتنا کام کرنیوالا نبیوں میں بھی نہیں مل سکتا۔ نئی شریعت کو آپ نے قائم کیا۔ سپہ سالار آپ تھے قاضی آپ تھے مفتی آپ تھے۔ مشیر آپ تھے۔ گھر کے کاروبار آپ کرتے تھے بلکہ توکل کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دینا۔ جو کام وہ کہے کرنا۔ اور جس سے روکے رکنا۔ اور یہ نکمے پن کی صریحاً ضد ہے۔ اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ پر اعتماد کرنا کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ سیرت بہ الجبال کا یہ مطلب نہیں کہ درحقیقت پہاڑ پھر آئیں گے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ سرکش سرداروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائیگا۔ عربی میں جبل بخیل۔ سرکش سردار کو کہتے ہیں کلم بہ الموتی سے مراد دل کے مردے ہیں۔ جن کو ہدایت ہو جلسے یا یہ کہ وہ لوگ صداقت اسلام کی گواہی دیدیں۔ جیسا کہ ابوجہل وغیرہ جب قتل ہو گئے۔ اور ان کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ تو رسول کریم نے ان کی طرف نظر کر کے فرمایا۔ کہ کیا وہ وعدے جو اللہ نے کئے تھے سچ نہیں ہیں۔ پس گویا ان لوگوں نے صداقت اسلام کی گواہی دیدی۔

رکوع پنجم

(۲- اپریل سنہ ۱۹۱۹ء)

انبیاء سے استہزاء کیوں کیا جاتا ہے

جب کبھی کوئی انسان صداقت کا جواب دلائل سے نہیں دے سکتا۔ تو اسے باطل ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ طبعاً انسان اپنی شکست ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ چونکہ خدا نے انسان کو عظیم الشان کام کے لئے بنایا ہے۔ اس لئے اس میں یہ صفت رکھی گئی ہے کہ وہ اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو جو لوگ بدبختی سے صداقت کو قبول نہیں کرتے۔ وہ ایسے باطل طریق اختیار کر لیتے ہیں۔ کہ جن سے اپنی شکست کو چھپا سکیں۔ ان طریقوں میں سے ایک طریق استہزاء ہے۔ انبیاء کے مقابلہ میں عجیب عجیب رنگ میں تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔ پیشگوئیوں کے متعلق ایسے ایسے سنجیدہ آدمی کہ جو عام باتوں میں بڑے متین نظر آتے ہیں۔ ایسے ایسے تمسخر کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک عقلمند انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کی نکاح کی پیشگوئی ہے۔ اس کے متعلق مخالفین اس رنگ میں تمسخر اڑاتے ہیں۔ کہ جس کو دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔ اور زبانی ہی ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ کتابوں اور رسالوں میں لکھتے ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک عالم اور پھر فرقہ اہلحدیث کے ایڈوکیٹ کی حق کے مقابلہ میں کس طرح عقل ماری جاتی ہے۔ نبیوں کے مقابلہ میں ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے کہ جو حق کو قبول نہیں کرتے۔ وہ اپنا پہلو بچانے کے لئے ان کی باتوں سے تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ رسول کریم کو فرماتا ہے ولقد استہزی برسل من قبلک کہ تجھ سے پہلے رسولوں سے بھی استہزاء ہوتا رہا۔

حضرت مسیح موعود کے ساتھ استہزاء

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام رسولوں سے استہزاء ہوتا رہا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود بٹالہ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ تو یہاں گلی میں ایک آدمی آپ کو ملا۔ اس نے کہا میں ایک غرض لیکر آپ کے پاس آیا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میرا بہت بڑا کنبہ ہے۔ جس کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ کا مقروض ہوں۔ اور اسی قدر روپیہ مجھے اپنی برباد شدہ جائداد کے حاصل کرنے کے لئے درکار ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ لوگوں میں روپیہ تقسیم کرتے ہیں مجھے بھی دیں حضرت مسیح موعود نے اس کو سمجھایا کہ میں روپیہ بانٹنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ لوگوں کو دین سکھلانے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ بٹالہ کے فلاں مولوی صاحب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ ان کے پاس جاؤ۔ وہ مسیح ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ تمھیں مال دیں گے۔ چونکہ ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے۔ کہ حضرت مسیح آکر لوگوں میں روپیہ بانٹیں گے اس لئے اس طرح حضرت مسیح موعود سے استہزاء کیا گیا۔ حالانکہ نادان نہیں سمجھتے۔ کہ کبھی کوئی نبی ایسا نہیں آیا۔ جس نے آکر لوگوں میں اس طرح مال بانٹا ہو۔ اور اگر کبھی کوئی ایسا نبی آ جائے۔ تو وہ دنیا کیلئے رحمت نہ ہو بلکہ زحمت ہو جائے کیونکہ پھر تو جس قدر مختلف کام کرنے والے لوگ ہیں۔ مثلاً دھوبی چوہڑے وغیرہ یہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ دیں۔ جب انھیں روپیہ مفت مل جائیگا تو انھیں اپنے کام کرنے کی کیا ضرورت رہجائیگی۔ پس اگر کوئی ایسا نبی آجائے تو دنیا کے لئے تباہی نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا۔ ایسے مسیح اور مہدی تو عذاب ہونگے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جہنم ہونگے۔ جو دنیا کو تباہ کرنے کے لئے اتار دیئے جائیں گے۔ لیکن یہ ایک خیال ہے۔ اور باطل خیال ہے۔ کہ مسیح آکر لوگوں میں اس قدر روپیہ تقسیم کرے گا۔ کہ لوگ لیتے لیتے اکتا جائیں گے اور انکار کر دیں گے۔

استہزاء کرنیوالوں کو سزا

تو ہزارہا ہنسی کی گئی ان رسولوں سے جو تجھ سے پہلے تھے۔ مگر یہ نہیں ہوا کہ فوراً پکڑ لیا گیا۔ ادھر کسی نے تمسخر کیا اور ادھر وہ ہلاک اور تباہ ہو گیا۔ بلکہ یہی کہ فاملیت للذین کفروا مہلت دی جاتی رہی اور وہ مخالفت کرتے رہے۔

اس زمانہ میں بہت سے نادان کہتے ہیں۔ کہ جب ہم مرزا صاحب کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں پکڑتا۔ فرماتا ہے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ ان سے پہلے بھی قومیں گذر چکی ہیں۔ ان کو دیکھ لیں کہ ان سے کیا سلوک ہوا پہلے لوگوں میں اس کی نظیر نہ ملنے کی تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی رسول نہ آیا ہوتا۔ دوم یہ کہ رسول ہوتے۔ مگر لوگ نہ ہوتے۔ سوم یہ کہ رسولوں کا انکار نہ کیا جاتا۔ لیکن تینوں باتیں ہوئیں۔ رسول بھی ہوئے۔ امتیں بھی ہوئیں۔ اور رسولوں کا انکار بھی کیا گیا۔ مگر کبھی یہ نہیں ہوا کہ یکلخت استہزاء اور انکار کرنے والے ہلاک کر دیئے گئے۔ بلکہ انھیں مہلت دیگئی۔ اور وہ کچھ عرصہ تک خوب شرارتیں کرتے رہے مگر باوجود اس کے کہ پہلے زمانوں کی بیشمار نظیریں موجود ہیں۔ ہر زمانہ میں مخالفین کی طرف سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم فوراً کیوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کیساتھ مباہلہ کرنے کے لئے یہی کہتے رہے کہ ہم پر فوراً عذاب آ جائے۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا میرے مقابلہ میں حسن نظامی صاحب نے لکھا۔ کہ ایک گھنٹہ میں عذاب آ جانا چاہیئے۔ تو ہمیشہ ان لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ فوراً عذاب طلب کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم اخذتھم فکیف کان عقاب تو بتاؤ کہ جب ہم نے تم کو پکڑا۔ اور عذاب دیا تو وہ عذاب کیسا تھا۔ اگر استہزاء کرنے والوں کو عذاب ہی نہ ہو۔ یا معمولی ہو تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ کسی نبی

سے استہزاء کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جب عذاب آگیا تو پھر مہلت دینے پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ پہلے کیوں نہیں آیا۔ اور کیوں ہمیں فوراً نہیں پکڑ لیا گیا۔ بلکہ یہ دیکھو کہ جب پکڑا تو کیسا پکڑا۔

اب دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ دشمن جو آپ کے مقابلہ پر تھے کہاں ہیں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ مگر یہ نہیں ہوا کہ جب انھوں نے رسول کریم سے استہزاء کیا۔ تو فرشتوں نے آکر ان کو فوراً پکڑ لیا۔ وہ تو اس وقت یہی کہتے رہے۔ کہ ہم پر کیوں عذاب نہیں آتا۔ مگر اب بتاؤ کہاں ہیں۔ اسی طرح دوسرے انبیاء کا مقابلہ کرنے والے کہاں ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس زمانہ میں لوگوں کو دیکھو تو وہ یہی کہتے نظر آئیں گے۔ کہ ہم پر کوئی عذاب نہیں آیا۔ یہی حال اس زمانہ کے لوگوں کا ہے۔ دن بدن تباہ ہو رہے برباد کئے جا رہے ہیں۔ اور مٹائے جا رہے ہیں مگر کہتے ہیں کہ کچھ عذاب نہیں آتا اس وقت تو وہ کہہ لیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد انھیں معلوم ہوگا۔ کہ عذاب کیسا تھا۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔

الزامی جواب

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا کَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ ؕ کیا وہ جو قائم ہے ہر جان پر یا حفاظت کرتی ہے ہر ایک جان کی۔ یا مطالبہ کرتی ہے ہر شخص سے اس کے اعمال کے مطابق۔ یعنی جو انسان اعمال کرتا ہے۔ اس کے مطابق۔ انسان سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اللہ نے انعامات جو اسے دیئے ہیں۔ ان کا وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے۔ اب وہ جو مطالبہ کرتا ہے۔ اور جو مطالبہ نہیں کرتا وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں بتوں کا انکار کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اور نبیوں کا مقابلہ کرنے والے بھی۔ لیکن کیا کبھی ایسا ہوا کہ بتوں کے نہ ماننے والوں سے مطالبہ کیا گیا ہو۔ اور بتوں کی طرف سے کوئی نبی آیا ہو۔ جس نے ان کو نہ ماننے والوں سے مطالبہ کیا ہو۔ ہرگز نہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے نبی آتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ الزامی جواب دیا ہے۔ ان لوگوں کو۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم پر جلدی کیوں عذاب نہیں آتا۔ اگر ہم جھوٹے ہیں۔ فرمایا۔ تمہارے کچھ معبود ہیں۔ جن کا یہ انکار کرتا ہے اور یہ خود نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تمہارے خداؤں کی خدائی کا منکر ہے۔ اب اگر فوراً عذاب آنا چاہئے۔ تو پھر اس پر کیوں عذاب نہیں آتا۔ اور تمہارے خدا جن کی خدائی کا یہ منکر ہے کیوں اس پر عذاب نازل نہیں کرتے پس وہ ذات جو ہمیشہ مطالبہ کرتی رہتی ہو اور دنیا میں نبی بھیجتی ہو اس کے مقابلہ میں تم انکو پیش کرتے ہو جو کچھ مطالبہ ہی نہیں کرتے ام تنبئونه بما لا یعلم کیا تم خدا کو ایسی بات بتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ یہی بات وہ رسول کریم کو نہیں کہہ سکتے تھے کہ تم بھی ایسا ہی کرتے ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ رسول کریم یہ جواب دے سکتے تھے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ خدا مجھے کہتا ہے وہ کہتا ہوں۔ لیکن تم جو کچھ بتوں کے متعلق کہتے ہو۔ اس پر یہ نہیں کہتے کہ ان بتوں نے ہمیں الہام کیا ہے اور بتایا ہے۔ بلکہ اپنی طرف سے کہتے ہو۔ اس لئے معلوم ہوا کہ تم ان کو بتاتے ہو۔ نہ کہ وہ تمہیں بتلاتے ہیں۔

مفسرین کی ایک غلطی

بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَکْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ اس آیت کے متعلق مفسرین ایک ایسا فقرہ بیان کرتے ہیں۔ جس کو سن کر دل جل جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ شیطان یا خدا نے ان کے اعمال کو خوبصورت کر کے دکھایا۔ گویا خدا اور شیطان کا فعل ان کے نزدیک ایک ہی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ شیطان ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ کہ کافروں کو کفر اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ اس لئے یہاں شیطان ہی مراد ہے۔ اور اسی کا ذکر کیا گیا ہے۔

جنت کی مثال

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُکُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ بیان اس جنت کا جس کا وعدہ متقیوں کو دیا گیا ہے ایسی جنت سے ہو سکتا ہے۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور ہمیشہ پھل لگتے ہیں۔ اور سایہ ہوتا ہے۔ فرمایا اس جنت کو یوں فرض کر لو۔ جس طرح یہ مثال دی گئی ہے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ اس کا صحیح نقشہ تم کھینچ سکو۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کے متعلق فرمایا ہے۔ ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ فرمایا۔ اس مثال کی جو دی گئی ہے جنت سے کسی قدر مشابہت سمجھ لو۔

بعض باتوں کے ماننے سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْکِرُ بَعْضَهٗ ؕ وہ لوگ جن کو کتاب دی ہے خوش ہوتے ہیں۔ اس پر جو تجھ پر اتارا گیا۔ اور ایک گروہ ایسا ہے۔ جو بعض ان باتوں کا جو ان کے خلاف ہیں۔ انکار کرتا ہے۔ اس آیت میں دیکھو ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں کہا گیا۔ جو بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں بلکہ مومنوں کے مقابلہ میں ان کا ذکر کر کے انھیں کافر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض باتوں کو ماننے کی وجہ سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور بعض باتیں جو مانتے ہیں وہ اس لئے نہیں مانتے۔ کہ ان کی صداقت ان پر کھل گئی ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ پہلے سے ہی مانتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت جو لوگ رسول کریم کو مانتے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں مانتے کہ ان پر رسول کریم کی صداقت کھل گئی ہے اگر ان سے اگر رسول کریم کی صداقت

کے دلائل پوچھے جائیں - تو کچھ نہیں بیان کر سکتے - اس لئے ان کے ماننے کو ماننا نہیں کہا جا سکتا - ماننا تو یہ تھا کہ جو ان کے پاس آیا تھا اسے ملتے - پس ان کے یہ کہہ دینے سے کہ ہم رسول کریم کو مانتے اور لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں - مسلمان نہیں ہو سکتے - جب تک کہ حضرت مسیح موعود کو نہ مانیں جنہیں خدا تعالےٰ نے بھیجا ہے -

رکوع ششم

۷ - اپریل ۱۹۱۹ء

نبی نشان کس وقت دکھلاتا ہے

کسی نبی کی یہ شان نہیں ہوتی کہ خود بخود نشان دکھلائے ہاں جب خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے - اس وقت دکھلاتا ہے وجہ یہ کہ نبی کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور اس کی ایک ایک حرکت سب خدا تعالےٰ کے احکام کے ماتحت ہوتی ہیں - جب خدا اسے کہتا ہے کھڑا ہو - کھڑا ہوتا ہے - جب کہتا ہے بول - بولتا ہے - جب کہتا ہے چل چلتا ہے - غرض چونکہ نبی کی ہر حرکت اور سکون خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہوتی ہے - اس لئے وہ اس وقت تک کوئی نشان نہیں دکھلاتا جب تک خدا تعالےٰ کا حکم نہ ہو* لکل اجل کتاب - اجل کے معنی اختتام وقت کے ہیں - اسی لئے موت کو بھی اجل کہتے ہیں - اور کسی کی اجل آ گئی کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسکا دنیا میں رہنے کا جو وقت تھا ختم ہو گیا - تو فرمایا لکل اجل کتاب ہر زمانہ کے اختتام کے متعلق کچھ احکام ہوتے ہیں

زمانہ کی تقسیم

اس آیت کے معنی نہ سمجھنے سے بڑے بڑے علماء نے ٹھوکر کھائی ہے - وہ کہتے ہیں - اس کے الفاظ میں تقدیم تاخیر ہو گئی ہے - اصل میں یہ آیت یوں ہے - لکل کتاب اجل کہ ہر بات کے لئے وقت مقرر ہے - یہ خیال انہیں اس لئے گھڑنا پڑا کہ انھوں نے دیکھا - کہ جب یہ کہا گیا - کہ نشان لاؤ - اور اس کا یہ جواب دیا گیا ہے - کہ خدا کے حکم بغیر کوئی نشان نہیں دکھایا جا سکتا - تو یہاں یہ کہنا ہے کہ یہ نشان کا وقت نہیں ہے - ہر ایک نشان کے لئے وقت ہوتا ہے - جب ہوگا - اس وقت دکھایا جائیگا - لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اول تو یہی خدا تعالیٰ کی شان کے بالکل خلاف ہے - کہ اس کے متعلق کہا جائے - کہ اس نے الفاظ کو بیان کرنے میں یہ غلطی کی کہ جو لفظ پہلے کہنا تھا - وہ بعد میں کہا - اور بعد میں کہنا تھا - وہ پہلے کہا - دوسرے اگر اسطرح کیا جائے کہ لکل کتاب اجل تو یہاں مضمون کی کوئی خوبی ہی نہیں رہتی اسکا اصل مطلب یہ ہے کہ زمانہ کی مختلف طریق سے تقسیم ہوتی ہے مثلاً ایک حضرت آدم کا زمانہ تھا ایک حضرت نوح کا ایک حضرت ابراہیم کا - ایک حضرت داؤد کا ایک حضرت سلیمان کا ایک حضرت مسیح کا - ایک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا - اور ایک حضرت مسیح موعود کا - پھر ایک کفر کا زمانہ ہوتا ہے اور ایک ایمان کا جیسے رسول کریم نے فرمایا ہے - کہ ایک ہزار سال بدی کا ہوتا ہے اور ایک ہزار سال نیکی کا - پھر رسول کریم نے زمانہ کو صدیوں میں تقسیم کیا ہے - چنانچہ فرمایا ہے - ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا - کہ ہر صدی میں ایک مجدد ہوا کریگا - جو دین کی تجدید کیا کرے گا - پھر ایک تقسیم قرآن میں ہزار سال کی آتی ہے - ایک پچاس ہزار کی - تو انسان کو سمجھانے کیلئے زمانہ کو مختلف طریق سے تقسیم کر دی گئی ہے - اور چونکہ حالات بدلتے رہتے اور تغیرات ہوتے رہتے ہیں - اس لئے ان کے مطابق اوقات کی تقسیم ہوتی ہے - جن میں بڑے بڑے تغیرات ہوتے ہیں - اور ان تغیرات کے متعلق خدا کے احکام نازل ہوتے ہیں - مثلاً جب کفر کا زمانہ بڑھنے کے قریب ہوتا ہے - تو خدا اس کے لئے احکام نازل کرتا ہے - اسی طرح نیکی کے زمانہ کے متعلق ہوتا ہے - حضرت آدم کے بعد حضرت نوح اور حضرت ابراہیم آئے - ان کے زمانوں میں نیکیوں کے متعلق مختلف احکام نازل ہوئے - غرض جب ایک وقت ختم ہونے لگتا ہے - تو اس سے جو تغیرات ہونے والے ہوتے ہیں - ان کے متعلق احکام نازل ہوتے ہیں -

فرمایا تم اعتراض کرتے ہو کہ اس کی بیویاں اور اولاد ہے - اور اس سے تمہارا خیال یہ ہے - چونکہ بیوی بچوں کا ہونا فنا کی علامت ہے مگر یہ تو بتاؤ - پہلے کونسا نبی ہوا ہے - جس کی اولاد اور بیویاں نہ تھیں - پھر وہ کہتے تھے کہ اس کی کوئی طاقت نہیں ہم اسے دکھ دے لیتے ہیں - گالیاں دے لیتے ہیں - مگر یہ نہیں ہوتا کہ ادھر ہم نے اسے دکھ دیا اور ادھر ہم عذاب میں گرفتار ہو گئے - اس کا یہ جواب دیا کہ یہ خدا کا کام ہے وہ جسے چاہے جھٹ پکڑ سکتا ہے - نبی کے اختیار کی بات نہیں ہے اس کے بعد فرمایا - اب تم یاد رکھو کہ تمہارا زمانہ ختم ہونے کو پہنچ چکا ہے - اس کے متعلق خدا کے احکام آ گئے ہیں - اب خدا جس کو چاہیگا مٹا دیگا اور جس کو چاہیگا باقی رکھیگا -

ام الکتاب کے معنی ہیں - خدا کا وہ علم جس سے دنیا کے فیصلے کئے جاتے ہیں -

(باقی آئندہ)

* جیسے فرمایا وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ - اس سے [illegible] رسول [illegible] نشان نہیں دکھلاتا

غیر ممالک کی برقی خبریں

ایک جہاز سرنگ سے ٹکرا گیا پیرس ۱۴۔ اپریل۔ ایک اٹلی کا جہاز باربرداری وینس سے ٹریپولی کو ۲ ہزار مسافر لیکر روانہ ہوا تھا۔ راستہ میں ایک سرنگ سے ٹکرا گیا۔ چند لوگ مر گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔

شاہزادہ ویلز ہوائی جہاز پر لنڈن ۸۔ اپریل۔ شاہزادہ ویلز سنٹرل لنڈن پر ایک گھنٹہ تک ہوائی جہاز سیر کرتے رہے۔

مسٹر ولسن کی علالت پیرس ۵۔ اپریل مسٹر ولسن بعارضہ تپ ولرزہ علیل ہیں۔ امید کیجاتی ہے کہ اب وہ دو تین روز میں کام شروع کریں گے۔

کوہ آتش فشاں ریوٹر شانیز ۶۔ اپریل ہانبرولرز ناد یو سے قریب پہاڑوں میں ۲۰ مارچ کو کوہ آتش فشاں پھٹ پڑا۔ اور دو کیلو میٹر ایک دھانہ کھل گیا۔ باشندگان بھاگ گئے۔ ایک بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔ اس مقام پر اب تک کسی کو اس کوہ آتش فشاں کا علم نہ تھا۔

فلپائن کی خود مختاری واشنگٹن ۵ اپریل مسٹر بیکر نے فلپائن کے نمائندگان کو باریاب کیا یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر ولسن کا یہ خیال ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ فلپائن کی خود مختاری منظور کی جائے۔

بالشویکوں کے حملے پسپا کر دیئے گئے لنڈن ۸۔ اپریل۔ ایک برطانوی شمالی روس کا سرکاری پیغام مظہر ہے۔ کہ ۲۔ اپریل کو مرانسک میں جیتی مزدوروں نے جو ہنگامہ پیدا کیا تھا اس کا فوراً ہی انسداد کر دیا گیا۔ اور بلوائیوں کی ایک بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی۔ سیگیوا کے جنوب میں بالشویکوں نے جو دو حملے کئے تھے وہ بُری طرح پسپا کر دیئے گئے شمالی روس کی سپاہ نے گیمپاراک جو دیگور ز جھیل پر واقع ہے قبضہ کر لیا۔ اور اسی کے ساتھ بالشویکیوں کے ایک پٹرول کو بھی گرفتار کر لیا۔

رضاکاروں کی ضرورت لنڈن ۶۔ اپریل۔ روس میں برطانوی امدادی سپاہ کے بھیجنے کے انتظامات بہت سرعت کے ساتھ عمل میں آرہے ہیں۔ مرانسک پر فوج کی پوزیشن نہایت اچھی ہوگی۔ اور وہاں سے آرکینجل کے محاذ پر ایک تھوڑی سی اطلاع پر پہنچ جائیگی۔ فوج دو سیکشنوں میں آرکینجل کی طرف بڑھ سکیگی۔ یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ اس فوج میں زیادہ تر والنٹیروں کی بھرتی کیجائے دفتر جنگ غالباً عنقریب والنٹیروں کے لئے اپیل کریگا۔ یہ اپیل نہ صرف افواج قبضہ یا اس سپاہ سے جو ماوراء البحر جانیکی کوشش کر رہی ہے کیجائیگی بلکہ اس سپاہ سے بھی جو سبکدوش و منتشر کی جاچکی ہے۔

شاہی خاندان کی جلاوطنی کوپن ہیگن ۱۵۔ اپریل۔ ویانا کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ جرمن اور آسٹرین قومی مجلس نے بالاتفاق ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کا یہ منشاء ہے کہ شاہی خاندان کو جلاوطن کر دیا جائے۔

مسٹر چرچل کا پیغام لنڈن ۱۵۔ اپریل مسٹر چرچل نے برطانوی سپاہ متعینہ روس کو بذریعہ بحری تار کے اطلاع دی ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہوگا امدادی فوج بھیجی جائیگی۔ جو موجودہ سپاہ کو سبکدوش کر سکیگی۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آرکینجل کی امداد کے لئے جو سپاہ روانہ کی جا رہی ہے وہ دو نو تعمیر شدہ جہازوں پر روانہ کی جائیگی۔ اسکی امید کیجاتی ہے کہ یہ سپاہ وسط مئی تک وہاں پہنچ جائیگی۔

اوڈین برگ میں فساد کوپن ہیگن ۵ اپریل بیوڈا پیسٹ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ پولیس کے جنگی کمیشن نے استعفاء دیدیا ریڈ گارڈ نے پور جیز اور کمیونسٹوں کے درمیان ایک جھگڑے میں جو اوڈینبرگ کے قریب ایک لاج میں وقوع پذیر ہوا دست اندازی کی ریڈ گارڈ نے فیر کئے جس سے ۴ آدمی ہلاک ہوئے اور ۸ شدید زخمی ہوئے۔ اکثر لوگوں کے خفیف زخم بھی آئے۔ زنبیر سابق گورنر مغربی ہنگری اور چند اوڈین برگ کے مقتدر لوگ گرفتار کئے گئے

ہندوستان کی خبریں

افغانستان کی خبر افغانستان سے آئی ہوئی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز میجسٹی امیر امان اللہ خاں اپنی حکومت کو مستحکم کر رہے ہیں۔ ہندوستان کے لئے نئے افغان ایلچی کا تقرر عمل میں آیا ہے۔

جنگی خدمات کے صلہ میں خطابات گورنمنٹ آف انڈیا کی تازہ غیر معمولی اشاعت میں بلوچستان اور علاقہ سرحدی کے سرداران و معززین کے ناموں کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے جنکو فوجی بھرتی کے یا دیگر جنگی خدمات کے صلہ میں خانبہادر و خانصاحب اور رائے بہادر اور رائے صاحب کے خطابات ہز اکسلنسی وائسرائے نے عطا کئے ہیں۔

ملیریا کے خلاف جدوجہد ڈاکٹر سی اے بنٹلے کمشنر حفظان صحت بنگال کی صدارت میں عنقریب ڈاکٹروں کی ایک کانفرنس منعقد ہونیوالی ہے جس میں اس مسئلہ پر غور کیا جائیگا کہ ملیریا کے انسداد کرنے کی کیا تدابیر عمل میں آنی چاہئیں

آل انڈیا مسلم لیگ کو دعوت ہمعصر پنجابی اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر کی طرف سے مسٹر صادق حسین بیرسٹر اور ڈاکٹر محمد بشیر نے آل انڈیا مسلم لیگ کو آئندہ سالانہ اجلاس امرتسر میں منعقد کرنے کی دعوت بھیجی ہے۔

مسٹر گاندھی کی گرفتاری پنجاب گورنمنٹ کا حکم مسٹر گاندھی کو داخلہ صوبہ پنجاب کی ممانعت کے متعلق کوسی کلاں کے اسٹیشن پر دیا گیا تھا۔ لیکن مسٹر گاندھی نے اپنا سفر جاری رکھا۔ پلول کے سٹیشن پر جو سرحد دہلی سے چند میل کے فاصلہ پر ضلع گوڑگانوہ (صوبہ پنجاب) میں واقع ہے مسٹر گاندھی کو اس حکم عدولی کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور بعد گرفتاری آنکو صاحب چیف کمشنر دہلی اور صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کا یہ حکم جس پر گورنمنٹ ہند کی منظوری بھی صادر ہو چکی ہے سنایا گیا کہ وہ احاطہ بمبئی میں قیام کریں۔ اور وہاں سے

اشتہارات

دو نئی کتابیں ۱/۱۲

معارف القرآن } حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے درس قرآن شریف سے

پہلے دس پاروں کے نوٹ مرتبہ قاضی اکمل صاحب قیمت اصلی ۱۰/ رعایتی ۸/

براہین العقائد } ہستی باریتعالیٰ - ملائکہ - قرآن مجید کے بعد سلسلہ الہام آنحضرت صلعم کی صداقت قیامت اور تقدیر پر سلسلہ احمدیہ کے نامور علماء کے مضامین پر از دلائل درج ہیں۔

خاکسار محمد فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

ضرورت ملازمین ۱/۲

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ذیل کے اساتذہ کی ضرورت ہے

دو جے - اے - وی

دو ایس وی

دو جی - وی - یا نارمل پاس

دو ڈرائنگ ماسٹر

ایک قسا شتری سنسکرت داں

تنخواہ معقول

درخواستیں مع نقول اسناد در بیار کس انسپکٹر ہیڈ ماسٹر کے نام فوراً قادیان آنی چاہئیں۔

اصلی ہیرا - امریکا سرمہ - ست سلاجیت ۷/۵

ہیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی اور سرمہ کی ترکیب انھوں نے ہی بتلائی ہے اور فرمایا ہے "برائے امراض چشم بسیار مفید است" ہیرے کی قیمت فی تولہ عہ سرمہ ہیرا فی تولہ ۱۲/ ست سلاجیت - فی تولہ عہ مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر دق تپ خفیف قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مجرب ہے

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ضرورت ۱/۴ ضرورت

ہمیں ڈیرہ دون دوکان کیلئے ایک تجربہ کار چست اور محنتی احمدی ڈرائیور کی ضرورت ہے، جو موٹر کاروں کی مرمت کا کام بخوبی جانتا ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ احمدی احباب عند الضرورت ہم سے ٹائر اور ٹیوب اور فورڈ اور لینڈ کار کا نیا مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں اور پہنچائیں۔ پتہ محمد امین فضل کریم - دی پنجاب موٹر سٹور ریلوے سٹیشن ہردوار

تریاق دمہ ۱/۴

دمہ یعنی ضیق النفس کے لئے تو اکسیر ہے۔ کھانسی کو دور کرنے کے لئے بھی نہایت مفید ہے کیسا ہی کہنہ مرض ہو اس تریاق کے استعمال سے فوراً دور ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور بعض اخبارات اور اطبار کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں قیمت فی شیشی دس آنے

خواجہ معین الدین احمدی قادیان پنجاب

خضاب شاہجہانی ۹/۵

ہمارا خضاب شاہجہانی عرصہ دراز سے مشہور و مقبول ہے اسکی وجہ یہ نہیں کہ ہم نے اسکی شہرت کے واسطے کوئی خاص کوشش کی ہو بلکہ خضاب شاہجہانی کی تمام مقبولیت کا اصل راز یہ ہے کہ اپنی ذاتی خوبیوں کے سبب جہاں گیا پسند کیا گیا جس نے ایکبار لگایا پھر بھی بار بار منگایا یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی خرید کر دیا۔ اطبا اور ڈاکٹروں کا بالاتفاق خیال ہے کہ اصل خضاب وہ ہے جو جلد پر داغ دھبہ نہ رہے یہ وصف خضاب شاہجہانی میں خدا کے فضل سے موجود ہے۔ اس میں کاسٹک یا مرکری وغیرہ کوئی ایسے اجزا شامل نہیں جو کسی طرح بھی مضرت رساں ہو۔ ایک دفعہ لگانے سے ہفتوں اسکا اثر رہتا ہے۔ بالوں میں ایسی گہری پائدار اور چمکیلی سیاہی آجاتی ہے جیسی جوانی میں ان پر قدرتی سیاہی اور آبداری ہوتی ہے اگر ہمارے اس بیان میں خلاف یا مبالغہ ثابت ہو تو ہم قیمت معہ ہرجانہ دینے کو تیار ہیں۔ ہم کوئی اشتہاری دوافروش نہیں کاروباری لوگ ہیں۔ فضول لفاظی میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے۔ تجربہ سب سے بڑھ کر کسوٹی ہے۔ بطور آزمائش ایک ہی شیشی طلب فرما کر جھوٹ اور سچ کو پرکھ لیں۔ اس سے بڑھ کر اطمینان کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ جنہیں مناسب شرائط پر خضاب شاہجہانی کی ایجنسی دیجاتی ہے۔ اور معقول کمیشن

قیمت فی بکس ۱۲/ (بارہ آنہ)

ایم فیروز الدین اینڈ برادرس - قادیان ضلع گورداسپور

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔